بسم اللہ

علامہ احسان الٰہی ظہیر کی شہادت

علامہ احسان الٰہی ظہیر اس طرح دُنیا سے رخصت ہُوئے کہ دُنیا دیکھتی رہ گئی —— ایک دُنیا کی دُنیا لُٹ گئی — وہ صرف چھیالیس سال کے تھے، لیکن چھیالیس برسوں میں صدیوں کا فاصلہ طے کر چکے تھے۔ ان کی خطابت، ذہانت، فراست اور لیاقت نے انہیں وہاں پہنچا دیا تھا جہاں پہنچنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔ یہ اس کی دین ہے جسے پروردگار دے —

علامہ چند روز پہلے ہنستے مسکراتے بھلے چنگے راوی پارک لاہور میں ایک چھوٹے سے جلسے جسے کارنر میٹنگ کہیں تو بے جا نہ ہوگا سے خطاب کرنے گئے تھے —— کہ وہاں بم کے دھماکے نے نقشہ پلٹ دیا —— جلسہ اس حال میں منتشر ہُوا کہ علامہ خون سے لت پت میو ہسپتال پہنچا دیے گئے، اُن کے کئی عزیز ساتھی شدید زخمی ہوئے، چند جانثار کارکن چل بسے —— بم کے دھماکے نے زندگی کا پیغام دینے والے کی زندگی پر حملہ کر دیا تھا!!!

جمعیت اہلِ حدیث کے ایک بڑے رہنما اور بے باک مقرر مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی جمعیت کے جلسوں میں علامہ سے پہلے تقریر کرتے تھے، ان کی تقریر سماں باندھ دیتی تو علامہ سٹیج پر آکر سماں کو آسمان کی وسعتوں سے ہمکنار کر دیتے۔ جلسۂ محشر میں روانہ ہونے کے لیے بھی یزدانی صاحب نے پہل کی، علامہ سے پہلے وہاں پہنچ گئے۔ زخموں کی تاب نہ لا کر اپنے مداحوں اور نیاز مندوں، اپنے چھوٹے چھوٹے بچّوں اور اہلیہ کو وہ زخم دے گئے کہ جو مندمل نہ ہو سکے گا —

علامہ کی حالت عام لوگوں کو خاصی سنبھلی ہوئی نظر آتی تھی۔ وہ ہوش میں بھی آگئے تھے، اپنے تیمار داروں سے باتیں بھی کرنے لگے تھے۔ رُک رُک کر ہی سہی، آہستہ آواز ہی میں سہی، چند الفاظ ہی میں سہی، وہ اپنی بات کبھی نہ کبھی کہتے تھے، اور بعض اخباری نمائندوں کے سوالوں کے جوابات بھی دے گزرے تھے —— عام خیال یہ تھا کہ علامہ خطرے سے باہر ہیں، لیکن ان کے معالجوں کو اطمینان نہیں تھا۔

علامہ صاحب مدینہ یونیورسٹی کے طالب علم رہے تھے۔ یہاں سے انہوں نے امتیازی شان کے ساتھ امتحانات پاس کیے تھے۔ مدینہ ان کا دوسرا گھر تھا اور ان کی زندگی مدینے والے کے پیغام ہی کو عام کرنے کے لیے وقف تھی۔ توحید کا ترانہ انہوں نے اس شان سے گایا کہ سُننے والے جھوم جھوم اُٹھے۔ ان کو علاج کے لیے سعودی عرب لے جانے کا فیصلہ ہُوا، وہاں پہنچنے کے چند گھنٹوں بعد اپنی جان کا نذرانہ لے کر اپنے رب کے حضور پہنچ گئے — میّت مدینہ لے جائی گئی، اور جنت البقیع میں ان کے جسدِ خاکی نے جگہ پائی —— گویا، ان کو سعودی عرب لے جانے کا اہتمام قدرت نے اسی لیے کیا تھا کہ وہ مدینے کی مٹی میں مل سکیں —— اس کی چادر اوڑھ کر اطمینان سے سو سکیں۔

حضرت علامہ شورش کاشمیری کے انتقال کے بعد خطابت کے میدان پر بلا شرکتِ غیرے حکمران تھے —— ان کا کوئی حریف نہ تھا —— انہوں نے قومی سیاست میں حصّہ لیا، تحریکِ استقلال میں شامل رہے، تحریکِ نظامِ مصطفٰی میں سرگرم رہے۔ جنرل ضیاء الحق کے ساتھ بھی ایک زمانے میں محبت کا تعلق رہا، نوابزادہ نصر اللہ خان کے ساتھ بہت گہرے ذاتی مراسم کے باعث ایم آر ڈی کے قریب آئے —— لیکن گزشتہ کچھ عرصے سے انہوں نے اپنے آپ کو جمعیت اہلِ حدیث کے لیے خاص کر لیا تھا۔ ان کے زیرِ اہتمام ملک بھر میں انتہائی بڑے بڑے جلسوں سے خطاب کیا، اور اس کو منظم کر کے اپنی طاقت بنانے میں لگے رہے —— شریعت بل کے وہ شدید مخالف

تھے، اس کے خلاف رائے عامہ کو منظم کرنا انہوں نے اپنا مشن بنالیا تھا ـــــ سیاست نے ان کے مزاج کو غیر فرقہ وارانہ بنادیا تھا، ان کے سماجی تعلقات ہر گروہ کے رہنماؤں کے ساتھ تھے، لیکن مذہبی حوالوں سے بات کرتے تو ان کے اندر کا اہلِ حدیث انتہائی بیدار اور ہوشیار نظر آتا ـــــ انقلاب ایران کے شدید نکتہ چینیوں میں تھے اور ایران عراق جنگ کے حوالے سے ایران سے ان کا اختلاف بھی ڈھکا چھپا نہ تھا ـــــ ان کی عربی تحریروں کا جواب ایرانی علما کے زیرِ نگرانی بڑے اہتمام سے دیا جاتا تھا ـــــ قادیانیوں کے خلاف انہوں نے معرکے کی تحریریں لکھی ہیں۔ اس گروہ کے خلاف ان کا قلم تلوار بنا ہوا تھا۔

علامہ جس شان سے اردو بولتے تھے، اسی شان سے عربی میں خطاب کرتے تھے۔ ان کی زیادہ تر تصانیف عربی میں ہیں، جن کے انگریزی تراجم بھی ہو چکے ہیں اور اردو میں بھی ہو رہے ہیں ـــــ عربی پر انہیں ایسی قدرت تھی کہ بہت سے عرب بھی ان کے سامنے تقریر کرنے سے گھبراتے تھے ـــــ انہوں نے دین سے بھی تعلق مستحکم رکھا، کاروبار بھی پھیلایا اور بڑھایا، اور کروڑوں روپیہ کمایا۔

علامہ صاحب کی زندگی میں ان کے بعض معاملات سے، بعض اقدامات سے بعض سیاسی فیصلوں سے شدید اختلاف رکھنے والے بھی ان کی موت پر خون کے آنسو رو دیے ہیں ـــــ وہ ہمارے درمیان سے اٹھ گئے ہیں تو پتہ چلا ہے کہ کتنا بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے ـــــ یوں لگتا ہے کہ زمین پر پہاڑ کم ہو گئے ہیں یا آسمان نے اپنی چھتری کو کچھ سمیٹ لیا ہے ـــــ اللہ تعالیٰ ان کی شہادت کو قبول فرمائے، ان کی مغفرت فرمائے۔ ان کی خطاؤں کو معاف فرمائے، اور ان کی نیکیوں کا بے حساب اجر عطا فرمائے۔

حکومت پر لازم ہے کہ وہ ان کے قاتلوں کا پتہ چلائے اور ہماری قومی تاریخ کے اس انتہائی الم ناک بلکہ شرمناک واقعے کے مجرموں کو کیفرِ کردار تک پہنچائے ـــــ یہ کوئی رسمی مطالبہ نہیں ہے، غمزدہ دلوں کی پکار ہے، اور اس میں ایک للکار بھی ہے کہ جو اقتدار خونِ ناحق کا انتقام نہیں لے سکتا، خونِ ناحق اس سے اپنا انتقام لے لیتا ہے۔ یہ انتقام کیسا ہوتا ہے؟ جنرل ضیاء الحق، وزیر اعظم جونیجو اور وزیر اعلیٰ نواز شریف اگر تاریخ کے صفحات تک رسائی نہیں رکھتے تو کسی طالب علم سے پوچھ کر دیکھ لیں!!!

(بشکریہ، قومی ڈائجسٹ)

بقیہ : ابو کی یاد میں

سکون بخشیں گے ابو آپ تو خواب ہی ہو گئے ہیں، کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

ہے کوئی ایسا بتائے ہمکو کہ جرم کیا ہے قصور کیا ہے
یہ برقِ وحشت گری جو ہم پر جواز اس کا حضور کیا ہے

ابو آپ کا یہی جرم تھا کہ آپ محمد عربی ﷺ کے پرچم کو پاکستان کی فضاؤں میں لہرانا چاہتے تھے۔ آپ نے کہا تھا کہ میں نہیں ہوں گا تو انشاءاللہ میرا یہ بیٹا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور ناموسِ رسالت کا تحفظ کرے گا ابو! میں آپ کی روح سے عہد کرتا ہوں کہ آپ کا یہ مشن جاری رہے گا اور آپ کے قاتل بھی انشاءاللہ آپ کے بیٹے سے نہ بچ سکیں گے۔